صفر کا مہینہ

صفر کا مہینہ

الحمد لله والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ:

وبعد:

سب تعریفات اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے ہیں، اور اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد:

ھجری سال کے بارہ مہینوں میں سے صفر کا مہینہ بھی ہے جو ماہ محرم کے بعد آتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ اسے صفر اس لیے کہا جاتا ہے کہ: اس ماہ میں مکہ شہر اہل مکہ سے خالی ہونے کی بنا پر اسے صفر کہا جاتا ہے.

اور ایك قول یہ بھی ہے کہ: ماہ صفر کو صفر اس لیے کہا جاتا ہے کہ: اس ماہ میں قبائل کے خلاف چڑھائی کی جاتی تھی اور جو بھی انہیں ملتا اسے مال سے خالی کردیتے (یعنی اس کا سارا سامان چھین لیتے تو وہ بغیر کسی سامان کے رہ جاتا) دیکھیں: لسان العرب لابن منظور جلد نمبر (4) صفحہ (462-463).

اس ماہ کے متعلق مندرجہ ذیل نقاط میں بحث کی جائے گی:

1 - جاہلی عرب کے ہاں اس کے متعلق کیا وارد ہے.

2 - اہل جاہلیت کی مخالفت میں شرع میں کیا وارد ہوا ہے.

3 - اس ماہ کے متعلق اسلام سے منسوب کردہ بدعات اور فاسد اعتقادات

4 - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس ماہ کے اندر ہونے والے غزوات اور جنگیں، اور اہم قسم کے واقعات و حادثات.

5 - ماہ صفر کے بارہ میں وارد شدہ جھوٹی مکذوب احادیث.

اول:

جاہلی عرب کے ہاں اس کے بارہ میں وارد ہونے والی اشیاء:

عرب کے ہاں اس مہینہ کے متعلق دو عظیم قسم کی منکر اور برائیاں پائی جاتی تھیں:

پہلی: اس ماہ کو آگے پیچھے کرکے اس ماہ سے کھیلنا.

دوسری: اس ماہ مبارك سے نحوست لینا (یعنی اسے منحوس سمجھتے تھے) .

1 ـ یہ تو معلوم شدہ بات ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ہی سال کو پیدا کیا ہے اور اس کے مہینوں کی تعداد بارہ ہے، جن میں سے اللہ تعالی نے چار مہینوں کو حرمت والا قرار دیا ہے، اور ان مہینوں کی شان و عظمت و احترام کی بنا پر ان مہینوں میں جنگ وجدال اور لڑائی کرنا حرام ہے، یہ چارہ ماہ مندرجہ ذیل ہیں:

ذوالقعدة ، ذوالحجة، محرم، اور رجب،

اور اس کی تصدیق اللہ تعالی کا مندرجہ ذیل فرمان ہے:

ارشاد باری تعالی ہے:

{بلا شبہ مہینوں کی تعداد اللہ تعالی کے ہاں کتاب اللہ میں بارہ ہے، اسی دن سے جب سے آسمان و زمین کو اس نے پید کیا ہے، ان میں سے چار حرمت والے ہیں، یہی مضبوظ اور پختہ اور درست دین ہے، تم ان مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو} التوبة (36)

اور مشرك بھی اس بات کا علم رکھتے اور اسے جانتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اسے اپنی خواہشات کے مطابق آگے پیچھے کرتے رہتے تھے، اور اسی میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ" محرم کے بجائے صفر کا مہینہ بنا لیتے تھے" !

اور ان کا اعتقاد یہ تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سب سے بڑا فجور والا کام ہے، اس کے متعلق اہل علم کے چند ایك اقوال ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

ا ـ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ: وہ یہ سمجھتے تھے کہ اشہر الحج یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا زمین میں بہت بڑا فجور والا کام ہے، اور وہ محرم کے مہینہ کو صفر بنا لیتے اور یہ کہتے:

جب اونٹوں کی پشت صحیح ہو جائے اور اس کے اثرات مٹ جائیں، اور صفر کا مہینہ ختم ہو جائے، تو عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ حلال ہو جائے. صحیح بخاری حدیث نمبر (1489) صحیح مسلم حدیث نمبر (1240).

ب ـ ابن العربی کا کہنا ہے:

دوسرا مسئلہ: النسیئ کی کیفیت:

اس میں تین قول ہیں:

پہلا قول:

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنادہ بن عوف بن امیہ کنانی ہر برس موسم میں آتا اور یہ منادی کرتا: خبردار ابو ثمامہ کو نہ تو عیب دیا جاتا ہے اور نہ ہی بات مانی جاتی ہے، خبردار سال کے شروع میں صفر حلال ہے، تو ہم اسے ایک سال حرام قرار دیتے ہیں اور ایک سال حلال، اور وہ ہوازن اور غطفان اور بنو سلیم کے ساتھ تھے.

اور ایک لفظ میں ہے کہ وہ یہ کہتا:

ہم نے محرم کو پہلے اور صفر کو بعد میں کردیا ہے، پھر وہ اگلے برس آتا تو یہ کہتا: ہم نے صفر کو حرام قرار دیا اور محرم کو موخر کردیا؛ تو یہ تاخیر اور نسیئ ہے.

دوسرا قول:

زیادہ: قتادہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: گمراہ لوگوں میں سے ایک قوم نے صفر کو اشہر الحرم یعنی حرمت والے مہینوں میں شامل کردیا، ان لوگوں کا لیڈر موسم (یعنی موسم حج) میں کھڑا ہو کر یہ کہتا: خبردار تمہارے معبودوں نے اس برس محرم کو حرام کر دیا ہے، تو وہ اس برس محرم کو حرمت والا قرار دیتے، پھر وہی شخص اگلے برس یہ اعلان کرتا کہ: تمہارے معبودوں نے صفر کو حرام کیا ہے تو وہ اس برس صفر کو حرمت والا قرار دے لیتے، اور یہ کہتے صفران " دو صفر"

اور ابن وہب اور ابن القاسم نے امام مالک رحمہ اللہ تعالی سے ایسا ہی روایت کیا وہ کہتے ہیں:

اہل جاہلیت اسے دو صفر بناتے تھے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے " لا صفر " فرمایا، اور اشہب نے بھی ان سے ایسا ہی روایت کیا ہے.

تیسرا قول:

تبدیل حج: ایک دوسری سند کے ساتھ مجاہد رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: فرمان باری تعالی: {النسیئ تو کفر میں زیادتی کے سوا کچھ نہیں}

مجاہد کہتے ہیں: دو برس وہ ذوالحجہ میں حج کرتے اور پھر دو برس محرم میں حج کرتے، پھر دو برس صفر میں حج کرتے، تو اس طرح وہ ہر برس ایک ماہ میں دو سال حج کرتے تھے، حتی کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کا حج ذوالقعدہ کے مہینہ کے موافق آیا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ میں حج کیا، اور اسی لیے صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اے لوگو! میری بات غور سے سنو اس لیے کہ مجھے علم نہیں ہو سکتا ہے میں اس دن کے بعد اس موقف اور جگہ میں تم سے دوبارہ ملاقات نہ کر سکوں، اے لوگو!

بلا شبہ تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اس دن تك حرام ہیں جس دن تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے، یہ حرمت ایسی ہے جیسی اس حرمت والے مہینہ کے اس حرمت والے دن کی تمہارے اس حرمت والے شہر میں ہے، اور بلا شبہ تم اپنے رب سے ملو گے تو تمہارا رب تم سے تمہارے اعمال کے بارہ میں سوال کرے گا، بلاشبہ میں نے تبلیغ کردی اور پیغام پہنچا دیا، لہذا جس کسی کے پاس بھی کوئی امانت ہے وہ اسے امانت والے کو لوٹا دے، اور بلا شبہ ہر قسم کو سود ختم کر دیا گیا ہے، اور تمہارے لیے تمہارے اصل مال ہیں، نہ تو تم ظلم کرو اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے گا، اللہ تعالی کا فیصلہ ہے کہ سود نہیں، اور بلاشبہ عباس بن عبدالمطلب کا سارا سود ختم کر دیا گیا ہے، اور جاہلیت کا ہر خون ختم کر دیا گیا ہے، اور تمہارا سب سے پہلا خون جسے میں معاف کرتا ہوں وہ ابن ابی ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا ہے جو بنو لیث میں دودھ پیتا تھا تو اسے ھذیل قبیلہ نے قتل کردیا، اور یہ جاہلیت کے خونوں میں سے پہلا خون ہے جسے میں ختم کرتا ہوں.

اما بعد: اے لوگو! بلاشبہ شیطان اس سے ناامید ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے، لیکن اس کے علاوہ جن کاموں کو تم حقیر سمجھتے ہواگر اس میں اس کی اطاعت کی جائے تو وہ اس پر راضی ہو گا، لہذا تم اپنے دین پر اس سے بچ کر رہو، اور بیشك النسیئ (مہینوں کو آگے پیچھے کرنا) کفر میں زیادہ ہے جس سے کافر لوگ گمراہ ہوتے ہیں، اس قول تك کہ اللہ تعالی نے جو حرام کیا ہے، اور بلاشبہ زمانہ اسی طرح گھوم گیا ہے جس طرح آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے وقت تھا، اور بلا شبہ اللہ تعالی کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے، جن میں سے چار حرمت والے ہیں، تین تو مسلسل اور پے در پے ہیں، اور ایك مضر قبیلہ والا رجب، جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے" اس کے بعد ساری حدیث ذکر کی .

دیکھیں: احکام القرآن (2 / 503 - 504).

2 - اہل جاہلیت صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتے اور اس سے نحوست پکڑتے تھے اور اسلام سے منسوب بعض لوگوں میں آج بھی یہ چیز باقی ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" نہ تو کوئی عدوی (متعدی بیماری) ہے اور نہ ہی طیرۃ (نحوست) اور نہ ہی ہامۃ اور نہ صفر ہے، اور جذام والے سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں" صحیح بخاری حدیث نمبر (5387) صحیح مسلم (2220).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

صفر کی کئی ایک شرح اور تفسیر کی گئی ہیں:

اول:

یہ معروف صفر کا مہینہ ہے، عرب لوگ اس کے ساتھ نحوست پکڑتے تھے.

دوم:

یہ پیٹ کی بیماری ہے جو اونٹ کو لگتی ہے، اور ایك اونٹ سے دوسرے اونٹ تك پہنچتی ہے، تو اس کا عدوی پر عطف خاص کا عام پر عطف کے باب سے ہو گا.

سوم:

صفر: یہ صفر کا مہینہ ہے: اور اس سے مراد وہ تقدیم وتاخیر ہے جو کفار کیا کرتے تھے، اور محرم کے مہینہ کی حرمت کو صفر تك مؤخر کردیتے تھے، ایك سال تو اسے حلال کرتے اور دوسرے برس اسے حرام قرار دیتے تھے.

اور ان میں راجح یہ ہے کہ: اس سے صفر کا مہینہ مراد ہے، کیونکہ دور جاہلیت میں لوگ اسے منحوس خیال کرتے تھے.

اور وقت اور زمانے کو اللہ تعالی کی تقدیر پر کوئی تاثیر نہیں، لہذا یہ بھی باقی اوقات اور زمانوں کی طرح ہی ہے جن میں خیر و شر مقدر کیا جاتا ہے.

اور بعض لوگ مثلا جب صفر کی پچیس تاریخ کو اپنے کسی خاص کام سے فارغ ہوتے ہیں تو اس کی تاریخ لکھتے ہوئے کہتے ہیں:

خیر کے مہینہ صفر کی پچیس تاریخ کو یہ کام ختم ہوا، یہ بدعت کا مداوا بدعت کے ساتھ ہے، یہ مہینہ نہ تو خیر کا ہے اور نہ ہی شر کا؛ اسی لیے بعض سلف حضرات نے جب کسی کو الو کی آواز نکالنے پر ان شاء اللہ خیر ہے کہنے پر انکار کیا لہذا نہ تو خیر اور نہ ہی شر کہا جائے گا، بلکہ یہ الو بھی باق پرندوں کںطرح ہی بولتا ہے .

یہ وہ چار اشیاء ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی نفی فرمائی ہے، یہ سب اللہ تعالی پر توکل اور بھروسہ کے وجوب اور صدق عزائم پر دلالت کرتا ہے کہ ان امور کے سامنے اسے کمزور نہیں ہونا چاہیے.

اور جب مسلمان شخص اپنا دھیان اور خیال ان اشیاء کی طرف کرے گا تو وہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہو گا:

پہلی حالت:

یا تو وہ اسے قبول کرتے ہوئے اپنے کام کو سرانجام دے گا یا پھر اس سے باز رہے گا، تو اس وقت اس نے اپنے اعمال کو ایسی چیز سے معلق کردیا جس کی کوئی حقیقت ہی نہیں.

دوسری حالت:

وہ اسے قبول نہ کرتے ہوئے اپنا کام سر انجام دے گا اور اس کی کوئی پراہ بھی نہیں کرے گا، لیکن اس کے نفس میں کچھ نہ کچھ غم یا پریشانی رہے گی، یہ اگرچہ پہلی حالت سے آسان اور ہلکی ہے لیکن اسے چاہیے کہ وہ اس کی دعوت دینے والے امور کو مطلقا قبول نہ کرے، بلکہ اسے اللہ تعالی پر بھروسہ اور توکل کرنا چاہیے.

اور ان چار امور کی نفی سے مراد اس کے وجود کی نفی نہیں کیونکہ یہ موجود ہیں، لیکن یہاں تو صرف اس کی تاثیر کی نفی ہے، اس لیے کہ موثر تو اللہ تعالی ہے، لہذا جو سبب معلوم ہو وہ سبب صحیح ہے، اور جو سبب صرف واہمہ پر مبنی ہو وہ سبب باطل ہے، اور بنفسہ اس کی تاثیر اور اس کی سببیت کی نفی ہو گی.

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی (2 / 113-115).

دوم:

شرع میں وارد شدہ اہل جاہلیت کی مخالفت:

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث جو اوپر بیان کی جا چکی ہے، اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اہل جاہلیت کا صفر کے مہینہ کے متعلق اعتقاد مذموم تھا، اور صفر کا مہینہ اللہ تعالی کے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے، اس کا کوئی ارادہ نہیں بلکہ یہ مہینہ بھی اللہ کی تسخیر سے گزر رہا ہے.

سوم:

اس ماہ کے متعلق اسلام سے منسوب لوگوں میں پائے جانے والے فاسد اعتقادات اور بدعات:

1 ـ مستقل فتوی کمیٹی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

ہمارے ملك میں بعض علماء کرام کا خیال ہے کہ صفر کے مہینہ کے آخری بدھ میں چاشت کے وقت ایك سلام کے ساتھ چار رکعت نفل کرین ہر رکعت میں سترہ (17) بار سورۃ فاتحہ اور سورۃ الکوثر اور پچاس بار سورۃ الاخلاص (قل ہو اللہ احد) اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) ایك ایك بار پڑھیں، ہر رکعت میں ایسا ہی کریں اور سلام پھیری جائے، اور جب سلام پھیری جائے تو تین سو ساٹھ(360) بار{**الله غالب على أمره ولكن أكثر الناس لا يعلمون**}اور تین بار جوہر کمال پڑھنا مشروع ہے، اور **سبحان ربك رب العزة عما يصفون ، وسلام على المرسلين** ،

والحمد لله رب العالمين پڑھ کر ختم کی جائے، اور فقراء و مساکین پر کچھ روٹی صدقہ کی جائے.

اور اس آیت کی خاصیت یہ ہے کہ یہ صفر کے مہینہ کے آخري بدھ کو پہنچنے والی تکلیف اور پریشانی کو دور کرتی ہے.

اور ان کا کہنا ہے کہ: ہر برس تین سو بیس تکلیفیں اور آزمائشیں اترتی ہیں، اور یہ ساري کی ساری ماہ صفر کے آخری بدھ میں ہیں، تو اس طرح پورے سال میں یہ دن سب سے مشکل ترین دن ہوتا ہے، اس لیے جو بھی اس مذکورہ کیفیت میں نماز ادا کرے گا اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس دن میں نازل ہونے والی ساری تکلیفوں پریشانیوں اور آزمائشوں سے اس کی حفاظت فرمائے گا، تو کیا یہی حل ہے؟

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

الحمد لہ و الصلاۃ والسلام علی رسولہ و آلہ و صحبہ، وبعد:

اللہ تعالی کی تعریفات اور اس کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر درود و سلام کے بعد:

سوال میں مذکور نوافل کے متعلق کتاب و سنت میں کوئی اصل اور دلیل ہمارے علم میں نہیں، اور ہمارے نزديك تو امت کے سلف صالحین میں سے کسی ایك سے بھی ثابت نہیں کہ اس پر کسی نے عمل کیا ہو، بلکہ یہ بدعت اور منکرات میں سے ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ثابت ہے کہ:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں نہیں تو وہ عمل مردود ہے"

اور ایك دوسری حدیث میں ہے کہ:

" جس نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے"

اور جس کسی نے بھی اس نماز اور اس کے ساتھ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی کی طرف منسوب کیا تو اس نے بہت عظیم بہتان بازی کی، اور وہ اللہ تعالی کی جانب سے جھوٹے اور کذاب لوگوں کی سزا کا مستحق ٹھرے گا.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیہ والافتاء (2 / 354).

2 ـ اور شیخ محمد عبد السلام الشقیری کا کہنا ہے:

جاہلوں کی عادت بن چکی ہے کہ سلام والی آیات مثلا { **سلام على نوح في العالمين**}الایۃ لکھ کر برتنوں میں رکھ کر ماہ صفر کے آخری بدھ کو پیتے اور اس سے تبرك حاصل کرتے اور ایک دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ میں دیتے ہیں، کیونکہ ان کا اعقاد ہے کہ اس سے شر اور برائی جاتی رہتی ہے، یہ اعتقاد باطل اور فاسد اور اس سے نحوست پکڑنا مذموم ، اور بہت ہی قبیح قسم کی بدعت ہے، جو شخص بھی کسی کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھے اس سے روکنا واجب اور ضروری ہے.

دیکھیں: السنن و المبتدعات (111 - 112).

چہارم:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں اس ماہ کے اندر ہونے والے غزوات اور اہم واقعات:

ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے لیکن بعض کو اختیار کرنا ممکن ہے:

1 - ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس غزوہ ابواء کیا جسے ودان بھی کہا جاتا ہے، یہ غزوہ سب سے پہلا غزوہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس کیا، یہ غزوہ ہجرت کے بارہویں مہینہ کے آخر میں ہوا، اور اس کا علم سفید رنگ کا تھا جو حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ میں دیا گیا، اور مدینہ کا امیر سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ کو مقرر کیا گیا، قریش کے قافلہ کے حصول کے لیے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاص کرمہاجرین میں نکلے اور کچھ نہ ملا.

اس غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور میں بنو ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو الضمری سے صلح اور معاہدہ کیا کہ نہ تو وہ خود اور نہ ہی بنو ضمرہ ان کے خلاف لڑائی کرینگے، اور نہ ہی وہ ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد کریں گے اور ان کے خلاف دشمن کی تعداد میں اضافہ کریں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور ان کے مابین ایک معاہدہ لکھا، اور نبی کریم صلی اللہ وسلم مدینہ سے پندرہ راتیں باہر رہے.

دیکھیں: زاد المعاد (3 / 164 - 165).

2 - اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ:

اور سن تین ہجری صفر کے مہینہ میں عضل اور قارۃ کے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے اپنے اسلام لانے کا ذکر کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ دینی تعلیم دینے کے لیے ان کے ساتھ کسی شخص کو بھیجا جائے اور وہ انہیں قرآن کریم کی بھی تعلیم دے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان كے ساتھ ـ ابن اسحاق كے قول كے مطابق ـ چھ شخص روانہ كيے، اور ـ امام بخارى كہتے ہيں كہ ـ يہ دس افراد تھے اور مرثد بن ابو مرثد الغنوى كو ان كا امير بنايا ان ميں خبيب بن عدى رضى اللہ تعالى عنہ بھى تھے يہ ان كے ساتھ گئے اور جب جب الرجيع ـ يہ حجاز والى جانب ھذيل كا ايك چشمہ تھا ـ مقام پر پہنچے تو ان صحابہ كرام كے ساتھ غدارى كى اور ھذيل كو ان كے خلاف جنگ كى دعوت دى حتى كہ وہ آئے اور ان ميں سے اكثر كو قتل كر ديا اور خبيب بن عدى اور زيد بن دثنہ رضى اللہ تعالى عنہما كو قيد كر ليا اور انہيں مكہ لے جا كر فروخت كرديا ان دونوں نے بدر كى لڑائى ميں ان كے سرداروں كو قتل كيا تھا.

ديكھيں: زاد المعاد لابن قيم (3 / 244).

3 ـ اور ايك دوسرى جگہ پر رقمطراز ہيں:

اور بالكل اسى ماہ ميں يعنى صفر چار ہجرى ميں بئر معونہ كا واقعہ پيش آيا، اس كا اختصار كچھ اس طرح ہے:

ابو براء عامر بن مالك جو ملاعب الاسنۃ كے نام سے معروف تھا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آيا اور رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے اسلام كى دعوت دى ليكن اس نے اسلام قبول نہ كيا اور نہ ہى اس سے دور ہوا اور كہنے لگا اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم اگر آپ اپنے صحابہ كو اہل نجد كى طرف دعوت دينے كے ليے روانہ فرمائيں تو مجھے اميد ہے كہ وہ ان كى دعوت مان ليں گے، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم فرمانے لگے:

ميں ان كے بارہ ميں اہل نجد سے خوفزدہ ہوں، تو ابو براء كہنے لگا ميں انہيں اپنى پناہ ديتا ہوں، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس كے ساتھ ابن اسحاق كے قول كے مطابق چاليس اور صحيح بخارى كے مطابق ستر اشخاص روانہ كيے، صحيح بخارى والى بات ہى صحيح ہے، اور بنو ساعدہ كے ايك شخص منذر بن عمرو جو معنق ليموت كے لقب سے معروف تھا كو ان كا امير مقرر كيا، يہ لوگ مسلمانوں فضلاء اور بہتر قسم كے قراء كرام ميں سے تھے، اس كے ساتھ چل ديے جب بئر معونہ (يہ حرہ بنو سليم اور بنو عامر كے علاقے كے درميان واقع ہے)پر پہنچے اور وہاں پڑاؤ كيا، پھر انہوں نے ام سليم كے بھائى حرام بن ملحان رضى اللہ تعالى عنہ كو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا خط دے كر اللہ كے دشمن عامر بن طفيل كے پاس روانہ كيا اس نے خط كو ديكھا تك بھى نہ اور ايك شخص كو حكم ديا جس نے حرام رضى اللہ تعالى عنہ كو پيچھے سے نيزہ دے مارا، جب حرام رضى اللہ تعالى عنہ كو نيزہ لگا اور انہوں نے خون ديكھا تو كہنے لگے: اللہ كى قسم ميں كامياب ہو گيا، پھر اللہ كے دشمن نے بنو عامر كو باقى صحابہ كرام كے ساتھ لڑنے كے ليے پكارا تو انہوں نے ابو براء كى پناہ كى بنا پر اس كى بات نہ مانى، تو اس نے بنو سليم كو لڑائى كے ليے بلايا تو عصيہ اور رعل اور ذكوان نے اس كى بات مانتے ہوئے لڑائى پر تيار ہوئے اور آكر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے صحابہ كرام كو گھير ليا حتى كہ سب كو قتل كرديا صرف كعب بن زيد نجار رضى اللہ تعالى عنہ بچ گئے كيونكہ انہيں رخمى حالت ميں اٹھا ليا گيا اور يہ زندہ رہے حتى كہ جنگ خندق كے دن شہيد ہوئے.

اور عمرو بن امیہ ضمری اور منذر بن عقبہ بن عامر مسلمانوں کی ضروریات کے لیے نکلے ہوئے تھے ان دونوں نے لڑائی والی جگہ کے اوپر پرندوں کو گھومتے ہوئے دیکھا تو منذر بن محمد وہاں آئے اور مشرکوں سے لڑتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی قتل کر دیے گئے اور عمرو بن امیہ ضمری کو قید کر لیا گیا، اور جب انہوں نے بتایا کہ وہ مضر قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں تو عامر نے اپنی والدہ کے ذمہ غلام کی جگہ انہیں آزاد کر دیا، عمرو بن امیہ واپس پلٹ پڑے جب صدر قناۃ کی قرقرہ نامی جگہ پہنچے اور ایك درخت کے سائے تلے آرام کرنے لگے تو وہاں بنو کلاب کے دوشخص اس کے ساتھ ہی پڑاء کے لیے اتر پڑے، جب وہ دونوں سو گئے تو عمرو نے انہیں قتل کر دیا ان کے خیال میں انہوں نے اپنے ساتھیوں کا بدلہ لیا تھا، جبکہ ان دونوں کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عہد وپیمان تھا لیکن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کو اس کا علم نہ ہو سکا ، جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس کی خبر رسول کریم صلی اللہ وسلم کو دی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تو نے تو ایسے دو شخص قتل کیے ہیں جن کی میں ضرور دیت ادا کرونگا.

دیکھیں: زاد المعاد لابن قیم (3 / 246 - 248).

4 - اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر کی جانب نکلنا محرم کے آخر میں تھا نہ کہ محرم کے اوائل میں اور خیبر صفر میں فتح ہوا.

دیکھیں: زاد المعاد (3 / 339-340).

5 - اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ:

قطبہ بن عامر بن حدیدۃ رضی اللہ تعالی عنہ کا خثعم کی جانب سریہ کے متلق فصل:

یہ نو (9) ھجری صفر کے مہینہ میں ہوا، ابن سعد کہتے ہیں:

ان کا کہنا ہے کہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کو بیس آدمیوں کے ساتھ تبالہ علاقے کی جانب قبیلہ خثعم کی طرف بھیجا اور انہیں حملہ کرنے کا حکم دیا، تو یہ سب دس اونٹوں پر باری باری سواری کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور راستے میں ایك شخص کو پکڑا اور اس سے پوچھنے لگے تو وہ ان پر مبہم سا رہا اور اونچی آواز میں وہاں کے رہائشیوں کو پکار نے لگا اور انہیں آگاہ کرنے لگا تو انہوں نے اسے قتل کردیا، پھر وہ رکے رہے حتی کہ وہاں کے رہائشی سو گئے تو ان پر حملہ کردیا اور بہت شدید قسم کی لڑائی ہوئی جس میں دونوں

فریقوں کے بہت سے لوگ زخمی ہوئے، اور قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ نے کئی ایك قتل کیے اور ان کے جانور اور عورتیں اور بکریاں مدینہ کی جانب ہانك کر لے گئے.

اور قصہ میں یہ بھی ہے کہ: وہ لوگ جمع ہو کر ان کا پیچھا کرنے کے لیے نکلے تو اللہ تعالی نے ان پربہت عظیم سیلاب بھیج دیا جو مسلمانوں اور ان کے مابین حائل ہو گیا تو مسلمان بکریاں اور عورتیں ہانك کے لے گئے اور وہ دیکھتے رہ گئے ان میں مسلمانوں تك پہنچنے کی استطاعت ہی نہ رہی حتی کہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے.

دیکھیں: زاد المعاد (3 / 514).

6 ـ اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالی عنہ کا کہنا ہے کہ:

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عذرۃ کا وقد صفر نو ھجری میں میں آیا جس میں بارہ افراد شامل تھے ان میں جمرہ بن نعمان بھی تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا بھئی کون لوگ ہو تو ان میں سے بات کرنے والے شخص نے جواب دیا: جن کو آپ ناپسند نہیں کرتے ہم قصي کے ماں جائے بھائی بنو عذرۃ ہیں، ہم وہی ہیں جنہوں نے قصي کو مضبوط کیا تھا اور خزاعۃ اور بنو بکر کو بطن مکہ سے دور کر دیا تھا، اور ہماری رشتہ داریاں ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہیں خوش آمدید میں تمہیں خوب جانتا ہوں، تو وہ سب مسلمان ہو گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شام کے فتح ہونے اور ھرقل کا اپنے ملك سے ممتنع کی جانب بھاگ جانے کی خوشخبری دی اور انہیں نجومیوں اور کاہنوں سے سوال کرنے سے منع فرمایا، اور جو وہ ذبح کرتے تھے ان کے ان ذبائع سے روك دیا، اور انہیں بتایا کہ ان کے ذمہ صرف (عید الاضحی کی) قربانی ہے، تو وہ کچھ دن دار رملہ میں رہے اور پھر وہاں سے واپس چلے گئے.

دیکھیں: زاد المعاد (3 / 657).

پنجم:

ماہ صفر کے متعلق وارد شدہ موضوع اور جھوٹی احادیت:

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

آنے والی تاریخ کے متعلق احادیث کی فصل:

اس میں یہ ہے کہ: حدیث میں اتنی اتنی تاریخ ہو، مثلا قولہ: جب یہ سال ہو تو ایسے ایسے ہو گا. اور جب یہ یہ مہینہ

ہو گا تو اس اس طرح کے واقعات ہونگے.

اور جیسا کہ شریر اور کذاب کا قول ہے: جب محرم میں چاند گرہن ہو گا، تو حکمران کا کام قتل و غارت اور مہنگائی ہو گا، اور جب صفر میں چاند گرہن ہو تو اس اس طرح ہو گا.

اور یہ کذاب اسی طرح سارے مہینوں کے متعلق بیان کرتا چلا گیا ہے.

اس باب میں جتنی بھی احادیث ہیں وہ سب جھوٹی اور موضوع اور بہتان ہیں.

دیکھیں: المنار المنیف (64).

واللہ اعلم